۱۵۷واں باب

زید رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کا طلاق پر خاتمہ

روشن دن اور سہانی شامیں	۳۶
تَبَنِّیت کے ناپسندیدہ نتائج	۳۷
اللہ کی مرضی پوری ہو کر رہی	۳۸
آسمانوں میں نکاح	۴۰

۱۵۷واں باب

زید رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کا طلاق پر خاتمہ

روشن دن اور سہانی شامیں

بدر اور اُحُد کا درمیانی وقفہ اگرچہ بڑا صبر آزما مگر مدنی زندگی کے حسین ترین ایّام میں سے ایک تھا۔ مدینے کی اسلامی ریاست کی ایک ہوا بندھ گئی تھی۔ سارا حجاز اس نئی اُبھرتی طاقت کو تعجب سے دیکھ رہا تھا اور منتظر تھا کہ قریش کیوں کر اِس طاقت سے نبٹ سکیں گے، ساتھ ہی وہ یہود کی طرف سے بھی کسی متوقع ردِّ عمل کے منتظر تھے، کیوں کہ اب یہود کی بقا صرف دو چیزوں میں تھی اوّلاً یہ کہ توحید کے دعوے دار ہونے کے ناطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر ایمان لے آئیں اور شرک اور مشرکین کے خلاف اللہ کے نبیؐ کی نصرت کریں، ثانیاً یہ کہ سارے یہود مل کر مسلمانوں کو ختم کر دیں، وہ پہلی صورت پر تیّار نہیں تھے اور دوسری صورت کے لیے مطلوبہ ہمت و جرأت کا فقدان تھا اور مسلمانوں کے سامنے وہ اتنی اخلاقی گراوٹ کا شکار تھے کہ نفسیاتی طور پر کسی بھی مسلح جنگ سے قبل ہی وہ جنگ ہار چکے تھے۔ قریش کو اپنی کامیابی کے لیے یہود سے اور یہود کو اپنی کامیابی کے لیے مسلمانوں کے درمیان گھسے ہوئے منافقین سے مدد اور تعاون کی بڑی امیدیں وابستہ تھیں اور قریش کی جانب سے متوقع انتقامی جنگ کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ اِس صورتِ حال سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مدینے پر چوکنّا رہنے کے لیے یہ کتنے سخت دن تھے، ایک ہنگامی اور حالتِ جنگ کا سا زمانہ تھا لیکن اللہ کے نبیؐ کی قیادت میں یومِ فرقان [بدر کی فتح] کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ایمان و یقین کی بدولت بدر اور اُحُد کا درمیانی وقفہ نہ صرف جنگی تیاریوں اور قرب و جوار کی چھوٹی موٹی مخالف قوتوں کو قابو کرنے میں لگا، یہ عرصہ تزکیہ و نظامِ عبادت کے ساتھ مسلم معاشرے کی صورت گری (evaluation) کا دَور بن گیا۔ معاشرے کی اس صورت گری کی تصویر آپ گزشتہ دو ابواب ۱۴۲ اور ۱۴۴ ['باہم شادی و غم و کشاکش پیہم' اور 'مدینے میں زندگی کا کارواں'] میں دیکھ چکے ہیں۔

مسلم اُمّہ کی امامتِ عالم کی تربیت و تیاری کے لیے یہ بڑا ہی مبارک دور تھا، اللہ تعالیٰ کی جانب سے

مسلمانوں کے لیے اس دوران نکاح، طلاق اور وراثت کے قوانین کم وبیش تمام ہی عطا کر دیے گئے۔ اِس ہی دوران شراب اور جوئے کو حرام کیا گیا، اور معاشرت و معیشت کے دائروں میں بھی متعدد نئے ضوابط نافذ کیے گئے۔ آنے والے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے پیش نظر ایک اور بڑی تبدیلی کو سامنے لانا تھا جس کے لیے مشئیتِ الٰہی نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے درمیان شادی کو منعقد کیا تھا۔

تَبۡنِیتُ کے ناپسندیدہ نتائج

بدر اور اُحد کا آنے والے زمانوں میں اِس شادی نے غلاموں کا معاشرے میں درجہ بلند کیا اور غلامی کو دنیا سے ختم کرنے میں ایک اہم رول ادا کیا۔ لیکن اس مبارک شادی کو معاشرتی معاملات اور قانونِ وراثت میں مزید ایک اور بھی بڑی اہم تبدیلی کا پیش خیمہ بننا تھا۔ اس شادی کی تفصیل آپ باب ۱۵۱ میں مطالعہ کر چکے ہیں۔ اس شادی کے ضمن میں ایک طویل، صبر آزما اور اہلِ ایمان کو ہلا دینے والا سلسلۂ واقعات، شروع ہوا۔ یہ تبدیلی منہ بولے بیٹوں اور بیٹیوں [تَبۡنِیتُ] کی قانونی اور معاشرتی حیثیت کو متعین کرتی تھی۔ ابھی تک تَبۡنِیتُ کے ذریعے بننے والی اولاد نکاح، طلاق اور وراثت کے قوانین میں وہی مقام رکھتی تھیں جو حقیقی اولاد کا تھا، یہ چیز اُن قوانین سے ٹکراتی تھی جو اللہ تعالیٰ نے سُوۡرَةُ الۡبَقَرَة اور سُوۡرَةُ النِّسَآء میں مقرر فرمائے تھے۔ تَبۡنِیتُ کے ذریعے حقیقی اولاد کے ساتھ وراثت میں زیادتی ہو جاتی تھی اور باوجود حقیقی اولاد نہ ہونے کے اِن منہ بولے بیٹوں اور بیٹیوں کو وراثت ملتی تھی۔ گھر اور قبیلے کی جوان لڑکیاں اور عورتیں منہ بولے بیٹوں سے ویسا ہی بے تکلفانہ میل جول رکھتی تھیں جو حقیقی بیٹے اور بھائی سے رکھا جاتا ہے اور پھر بیٹا بنانے والا مر جائے تو اُس کی بیوی منہ بولے بیٹے سے اُسی طرح نکاح نہیں کر سکتی تھی جیسا کہ وہ اپنے سگے بیٹے سے نہیں کر سکتی تھی۔ اور اِسی طور اِس کا معکوس کہ اگر منہ بولا بیٹا مر جائے یا اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اُس کے زبانی کلامی بن بیٹھنے والے باپ کے لیے منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ حرام رہتی۔ اِس طرح اسلام کے مقرر کردہ حلال رشتوں کو تَبۡنِیتُ حرام کرتی تھی۔

اسلام جس آوارگی اور ناانصافیوں کو مٹانا چاہتا تھا، یہ رسم اُن کی بقا کی ضامن تھی۔ اسلامی قوانینِ نکاح و طلاق، قانونِ وراثت اور قانونِ حرمتِ زنا کو اگر اپنی روح کے مطابق معاشرے میں نافذ ہونا تھا تو متبنّٰی یعنی منہ بولی جعلی اولاد کو حقیقی اولاد کی طرح سمجھنے کے فلسفے اور خیال کو جڑ بنیاد سے ختم کرنا ضروری تھا۔ محض کہہ دینے یا تلقین کر دینے سے اس فلسفے کی جڑ نہیں کٹ سکتی تھی۔ وہی اللہ جس نے بتّیس برس قبل زید بن حارثہؓ

کو جب اُن کی عمر محض ۱۵ سال تھی، زید بن محمدؐ کا لقب حاصل کرنے کا موقع عطا کیا تھا، وہ آج چاہتا تھا کہ وہ دوبارہ زیدؓ بن حارثہ بن جائیں جب وہ سینتالیس برس کے ہو چکے ہیں اور تاقیامت مسلمانوں کے درمیان کوئی بیٹا سوائے اپنے باپ کے کسی اور کا بیٹا نہ کہلا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ خواہ کوئی کتنی ہی باتیں کیوں نہ بنائے خود رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ کر بنفسِ نفیس اس نامناسب رسم کو توڑیں۔

اللہ کی مرضی پوری ہو کر رہی

غزوہ خندق (غزوہ احزاب) سے کچھ قبل زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کو روز، روز کی چپقلش اور ناہمواری سے تنگ آکر طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا، اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے کافی چاہا کہ ایسا نہ ہو اور کسی طور یہ جوڑا نہ ٹوٹنے پائے، مگر چوں کہ آپؐ نے طلاق نہ دینے کا زیدؓ کو کوئی قطعی حکم نہیں دیا تھا اور زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے شرفِ قبیلہ کا احساس برتری تھا وہ شاید کوشش کے باوجود اپنے روّیے میں زیدؓ سے یک گونہ دب کر رہنے اور خدمت گزاری اور فرماں برداری کی اُس روش کا اظہار نہ کر سکیں جس کا اُس دور میں ایک شوہر طلب گار ہوتا تھا، یا خود زیدؓ اُن کے مرتبے کے پیشِ نظر کوشش کے باوجود وہ اپنے سربراہِ خاندان اور بیوی کے محافظ و سرپرست ہونے کا وہ احساس نہ پا سکے جو ایک شوہر رکھتا ہے، وجہ کچھ بھی ہو، بس اللہ نے چاہا کہ دونوں میں جدائی ہو اور اُس کے لیے ماحول تیار ہو گیا، اللہ جو چاہتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے، جب زید نبی ﷺ کے سامنے اپنے طلاق دینے کے ارادے کا اظہار فرما رہے تو نبی ﷺ اُنھیں روک رہے تھے جب کہ اللہ نے آپؐ پر یہ واضح کر دیا تھا کہ زید کے طلاق دینے پر تمھیں زینب سے شادی کرنا ہو گی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس معاملے کو جس طرح دیکھا اُسے سورۃ الاحزاب میں یوں ظاہر کیا:

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ...... [الاحزاب ۳۷، ترجمہ: وہ موقع یاد کرو جب تم اُس شخص سے، جس پر اللہ نے بھی احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا تھا بار بار کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑ اور اللہ سے ڈر۔ یہ کہتے وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا، تم لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالاں کہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو پھر جب زیدؓ نے اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا تو ہم نے اُس کو (زینب کو) تمھارے نکاح میں دے دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی ابہام نہ رہے جب کہ وہ اُن سے اپنا تعلق توڑ چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی تھا۔]

تفہیم القرآن میں اس آیہ مبارکہ کی تشریح کے ساتھ واقعے کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے۔

"زیدؓ اوران کی اہلیہ کے درمیان تلخی بڑھتی چلی جارہی تھی اسی زمانے میں اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اشارہ کر چکا تھا کہ زیدؓ جب اپنی بیوی کو طلاق دیں توان کی مطلقہ خاتون سے آپ کو نکاح کرنا ہوگا۔ لیکن چوں کہ حضورؐ جانتے تھے کہ عرب کی اس سوسائٹی میں منہ بولے بیٹے کی مطلّقہ سے نکاح کرنا کیا معنی رکھتا ہے ....اور وہ بھی عین اس حالت میں جبکہ مٹھی بھر مسلمانوں کے سوا باقی سارا عرب آپؐ کے خلاف پہلے ہی خار کھائے بیٹھا تھا۔اِس لیے آپؐ اس شدید آزمائش میں پڑنے سے ہچکچارہے تھے۔اسی بناپر جب حضرت زیدؓ نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے بیوی کو طلاق نہ دو۔ آپؐ کا منشا یہ تھا کہ یہ شخص طلاق نہ دے تو میں اِس بلا میں پڑنے سے بچ جاؤں، ورنہ اِس کے طلاق دے دینے کی صورت میں مجھے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی اور پھر مجھ پر وہ کیچڑ اُچھالی جائے گی کہ پناہ بخدا۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو اولوالعزمی اور رضا بقضا کے جس بلند مرتبے پر دیکھنا چاہتا تھا اُس کے لحاظ سے حضورؐ کی یہ بات اُس کو فروتر نظر آئی کہ آپؐ نے قصداً زیدؓ کو طلاق سے روکا تاکہ آپؐ اُس کام سے بچ جائیں جس میں آپؐ کو بدنامی کا اندیشہ تھا، حالاں کہ اللہ ایک بڑی مصلحت کی خاطر وہ کام آپؐ سے لینا چاہتا تھا۔" تم لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالاں کہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو" کے الفاظ صاف صاف اسی مضمون کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

یہی بات اس آیت کی تشریح میں امام زین العابدین حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ " اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے چکا تھا کہ زینبؓ آپ کی بیویوں میں شامل ہونے والی ہیں، مگر جب زیدؓ نے آکر اُن کی شکایت آپؐ سے کی تو آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو نہ چھوڑو۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمھیں پہلے خبر دے چکا تھا کہ میں تمھارا نکاح زینبؓ سے کرنے والا ہوں، تم زیدؓ سے یہ بات کہتے وقت اُس بات کو چھپا رہے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا" (ابن جریر۔ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم)۔ علامۂ آلوسی نے بھی تفسیر رُوح المعانی میں اس کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ " عتاب کا ماحصل یہ ہے کہ تم نے زیدؓ سے یہ کیوں کہا کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑو، حالاں کہ میں تمھیں پہلے ہی بتا چکا تھا کہ زینبؓ تمھاری بیویوں میں شامل ہوں گی "

انجام کار زید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اب وقت آگیا تھا کہ رسول

اللہ ﷺ آگے بڑھ کر تبنیت سے وابستہ تمام لغو ضابطوں کو توڑیں۔

آسمانوں میں نکاح

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ ملا کہ آپ اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے شادی کرلیں، تاہم تعمیل حکم کے لیے ابھی عدت کے پورے ہونے کا انتظار تھا۔ جیسے ہی عدت مکمل ہوئی اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود آسمانوں میں آپ ﷺ کے نکاح کا اعلان کردیا (زینب رضی اللہ عنہا کو امّاں حوّا کے بعد یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُن کا نکاح خود اللہ نے کردیا) اور آپ نے محاصرۂ بنی قریظہ کے زمانے ہی میں زینبؓ کو اپنی بیوی بنالیا۔ اُم المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دوسری ازدواج پر یہ فضیلت ملی کہ اُن کا نکاح اللہ تعالیٰ نے پڑھایا [منعقد کیا]، زمین پر نہ رشتہ طے ہوا، نہ ایجاب و قبول کی نوبت آئی اور نہ ہی خطبہ نکاح ہوا بلکہ زبانِ وحی نے تا قیامت اس نکاح کے اعلان کو قرآن کی تلاوت کا جز بنادیا:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۳۷

پھر جب زیدؓ نے اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا تو ہم نے اُس کو (زینب کو) تمھارے نکاح میں دے دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی ابہام نہ رہے جب کہ وہ اُن سے اپنا تعلق توڑ چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی تھا۔

نبی ﷺ کا زینبؓ کے ساتھ نکاح جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ محاصرہ بنو قریظہ کے دوران ہوا، ہم اِس کی تفصیل اور اس پر اُٹھنے والے اعتراضات پر گفتگو ان شاءاللہ غزوہ بنو قریظہ کے انجام پذیر ہو جانے پر ۶۳ ویں باب میں بتوفیقِ الٰہی کر سکیں گے۔

☆☆☆☆☆